اخبار امت

الجزائر: خوں ریزی پر تحقیقاتی رپورٹ

امجد عباسی

الجزائر میں ہونے والی سفاکانہ قتل و غارت گری اور خوں ریزی نے جو ۱۹۹۲ سے فوج کے اقتدار میں آنے کے بعد سے مسلسل جاری ہے' الجزائر کو ایک انتہائی اذیت ناک مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ الجزائر کا سرکاری میڈیا اور فرانسیسی میڈیا بالخصوص اور عالمی میڈیا بالعموم عام شہریوں کے رات کے وقت سفاکی سے قتل و غارت کا ذمہ دار اسلامی تنظیموں خاص طور پر مسلح اسلامی گروپ "جی آئی اے" کو قرار دیتا ہے۔

اس خوں ریزی کے حوالے سے متعدد سوالات ہیں۔ اب تک خوں ریزی کے اس طرح کے کتنے واقعات رونما ہو چکے ہیں؟ کل کتنے لوگ ہلاک کیے جا چکے ہیں؟ منظم انداز سے' ایک تواتر سے اور اتنے وسیع پیمانے پر یہ سلسلہ کس طرح سے جاری ہے؟ اس میں ملوث لوگوں کی پناہ گاہیں' وسائل' افرادی قوت اور ہتھیاروں کی فراہمی ان سب کی کیا صورت ہے؟ ہلاک ہونے والوں کی سماجی حیثیت اور سیاسی وابستگی کی کیفیت کیا ہے؟ حملہ آوروں کا طریقہ واردات کیا ہے؟ کون سے ہتھیار استعمال کرتے ہیں؟ اس خوں ریزی کے مرتکب کون ہیں جو ہمیشہ سزا سے بچ جاتے ہیں؟ اسلام پسند' جیسا کہ وسیع پیمانے پر عالمی پریس میں بیان کیا جاتا ہے' یا سرکاری ایجنسیوں کے افراد' جیسا کہ واقفان حال بیان کرتے ہیں۔ "جی آئی اے" میں کون افراد ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ مسلح فوج اپنی بیرک کے قریب ہونے والے خوں ریزی کے واقعات کے دوران اطلاع دیے جانے کے باوجود ہمیشہ مداخلت سے انکار کرتی ہے؟ اس خوں ریزی کے کیا مقاصد ہیں؟ کیا دہشت گردی کے ذریعے اسلامی نظام مسلط کرنا' جیسا کہ سرکاری اور مغربی ذرائع بتاتے ہیں' یا کوئی اور خفیہ مقاصد کارفرما ہیں؟ اس پر الجزائری عوام کا کیا ردعمل ہے؟ حکومت کا کیا موقف ہے؟ عالم اسلام میں اس کا کیا ردعمل ہے' اور مغرب کے انصاف پسند اس پر کیا سوچ رکھتے ہیں۔ کیا اس خوں ریزی کا کوئی تعلق ۱۳۲ سالہ فرانسیسی نوآبادیاتی دور کی خوں ریزی سے بھی ہے؟ الجزائر کا قانون اس خوں ریزی کے بارے میں کیا

ہے؟ اور اس قسم کی سفاکانہ خوں ریزی کے خاتمے کے لیے عالمی قوانین کے تحت کیا اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں؟

یہ اور اسی نوعیت کے بہت سے سوالات جواب طلب ہیں اور بار بار اٹھائے جاتے ہیں۔ بہت کم صحافیوں اور اہل قلم نے گذشتہ تین برسوں میں ان سوالات کو وہ اہمیت دی ہے جو ان کو ملنا چاہیے تھی۔ الجزائر کی فوجی حکومت کی پُرزور ڈِس انفارمیشن مہم اور فرانس کی مکمل حمایت کی وجہ سے حقیقت پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ نوام چومسکی کے الفاظ میں "عالمی برادری کے بااثر ممبران کی سچائی کو جانتے ہوئے بھی خاموشی" اس کی وجہ ہے۔

الجزائر' یورپ اور امریکہ کے مغربی (شمالی افریقہ کی) اہل علم کی ایک ٹیم نے' اس مسئلے کا مکمل جائزہ لینے کا فیصلہ کیا اور ڈیڑھ برس کی تحقیق' جدوجہد اور محنت کے بعد ایک معیاری اور جامع تحقیقی رپورٹ پیش کی۔ ڈیڑھ ہزار صفحات پر مشتمل یہ رپورٹ An Inquiry in to the Algerian Massacres [الجزائر میں قتل و غارت کی تحقیقاتی رپورٹ] کے نام سے شائع ہوئی ہے جسے یوسف بدوئی' عباس آرویا اور میزیان ایت لوربی نے مرتب کیا ہے۔ اس میں ان تمام سوالات کا مکمل معلومات حاصل کر کے تحقیقی بنیادوں پر جواب دیا گیا ہے۔

دو معروف برطانوی شخصیات نے اس کتاب کا دیباچہ لکھا ہے۔ ایک نوام چومسکی (Noam Chomsky) جو برطانیہ میں مشرق وسطیٰ اور عالمی سیاست پر ایک معروف تجزیہ نگار ہیں' اور دوسرے لارڈ ایرک ایوبری (Lord Eric Avebury) ہیں جو برطانوی پارلیمنٹ میں ہیومن رائٹس کمیٹی کے نائب صدر ہیں۔ چومسکی نے اس کتاب کو "متاثر کرنے والا گہرا سنجیدہ مطالعہ' اور محتاط عادلانہ تفتیش" قرار دیا ہے۔ لارڈ ایوبری کے مطابق اس نے ثابت کر دیا ہے کہ ان خوف ناک جرائم کا ذمہ دار اسلام پسندوں کو قرار دینے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

کتاب میں نہایت محتاط طریقے پر قانونی تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے معلومات جمع کی گئی ہیں۔ واقعات کہاں' کب پیش آئے' اس کے بارے میں ٹھوس ثبوت اور مستند دستاویزات پیش کی گئی ہیں۔ کون لوگ قتل و غارت گری کا نشانہ بنے' وہ فوجی چھاؤنیاں اور پولیس اسٹیشن جن کے قرب و جوار میں قتل ہوئے' کتنی دیر میں پولیس یا فوج موقع واردات پر پہنچی' اہم واقعات' اور اس طرح کے بہت سے پہلوؤں کو اعداد و شمار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

اس طرح سے پہلی مرتبہ اہل مغرب کے لیے بالخصوص اور تمام دنیا کے لیے بالعموم ایسی معلومات سامنے آسکی ہیں جن میں نہ صرف حقائق کو پیش کیا گیا ہے بلکہ اسلام پسندوں پر لگائے گئے الزامات کا بھی

بے لاگ تجزیہ کیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو اعداد و شمار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان عناصر کا بھی شواہد کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے جو اس سفاکی میں نمایاں رہے ہیں۔

الجزائر میں خوں ریزی سے متعلق اعداد و شمار کے ساتھ' نقشے اور تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ اس ضخیم رپورٹ کے پہلے حصے میں الجزائر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں ارتکاب جرم کرنے والوں کے محرکات کا جائزہ لیا گیا ہے' تیسرے حصے میں ان واقعات پر ہونے والے ردعمل کا جائزہ' حکمران طبقے' سیاسی جماعتوں اور عوام کی آرا کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ چوتھا حصہ بیرونی تنظیموں اور دیگر ممالک کی مداخلت کا اعداد و شمار و دستاویزات کے حوالے سے جائزہ پر مبنی ہے۔ پانچواں حصہ نوآبادیاتی دور میں ہونے والی خوں ریزی کے واقعات پر مشتمل ہے۔ چھٹے حصے میں قانونی پہلو پیش کیا گیا ہے اور ملکی قانون اور بین الاقوامی قانون میں ان جرائم کی سزا اور دیگر نکات اجاگر کیے گئے ہیں۔

خوں ریزی کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ نئے صدر بوتفلیقہ دراصل فوج کے ہی نمایندہ ہیں۔ گذشتہ اپریل میں انتخاب کے بعد پہلی تقریر میں انھوں نے فوج کو بری الذمہ قرار دے کر' سارا الزام اسلام پسندوں پر رکھا۔ انھوں نے تین ہزار غائب ہونے والے افراد اور ان کے اہل خاندان کے مظاہروں سے آنکھیں بند کر لیں۔ ملک کے چیدہ چیدہ باصلاحیت سیکڑوں افراد جو تعذیب خانوں میں ختم ہو گئے' وہ بھی انھیں نظر نہ آئے۔ دنیا بھر کی انسانی حقوق کی تنظیمیں جو مطالبات کر رہی ہیں' ان کے لیے بھی ان کے کان بند ہیں۔ جناب صدر کسی قسم کی تحقیقات کروانے کے لیے آمادہ نہیں ہیں۔

لارڈ ایوبری نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں جو ہولناک واقعات بیان کیے گئے ہیں' الجزائر ان پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔ دوسری ریاستیں جب اس طرح کے دور سے گزریں' تو انھوں نے مجرموں کو سزا دینا ضروری سمجھا۔ الجزائر کے عوام کے ضمیر کو اس کے بوجھ سے آزاد ہونا چاہیے۔ حقیقت سامنے آنا چاہیے۔ سات سال کے مظالم کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ اگر صدر بوتفلیقہ کارروائی نہ کریں تو اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کو یہ اختیار ہے اور اس کا یہ فرض ہے کہ حقیقت حال کو معلوم کرے اور کارروائی کرے۔

ہم مسلمانوں پر غیروں کے مظالم کا رونا روتے ہیں' ہندو اور یہودی' سرب اور روسی--- لیکن اپنوں کے مظالم کی داستان بھی کم خونچکاں نہیں ہے۔ اگر اخوان المسلمون پر مصر میں کیے جانے والے مظالم کی اس نوعیت کی مستند دستاویز مرتب کی جائے تو ۳ ہزار صفحات بھی کم پڑ جائیں گے۔ اسی طرح شام میں حافظ الاسد' تیونس میں زید بن علی--- کن کن قصائیوں کے نام لیے جائیں--- لیکن یہ کرنے کا کام ہے کہ اس طرح کی رپورٹیں تیار ہوں۔ ہم عالمی ضمیر کو آواز دیتے رہتے ہیں' امت کا ضمیر بھی جگانے کی ضرورت ہے (ماخوذ: مسلم ورلڈ بک ریویو جلد ۲۰' عدد ۲' سرما ۲۰۰۰)۔